* ڈاکٹر خضری تبسم
** ثوبیہ منظور
*** شہزاد انصر

پنجابی مزامیر کے غنائی ترجمہ کا تجزیاتی مطالعہ

Abstract:

The book of "Psalms" is one of the popular divine poetry art pieces from ancient Hebrew literature. These Psalms have been used by the people in their personal devotions. Punjabi translation of these Psalms completed in almost twenty years period and published in the year 1916. This article present an overview of the history of lyrical translations of Psalms into Punjabi language which reflects its translators love and struggle for making it available into Punjabi language for local people.

Keywords: *Punjabi Translation, Psalms, History, Hebrew literature, Love and Struggle.*

مزامیر کا لفظی مطلب ''حمد کے گیت'' ہے۔اس کے لیے عبرانی زبان میں ''تحلیم '' کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔مزامیر کی کتاب کا اصل ماخذ تو عبرانی زبان و ادب ہی ہے لیکن یہ اب تک دُنیا کی لاتعداد زبانوں میں ترجمہ ہو کر نہ صرف چھپ چکے ہیں بلکہ بعد ازاں ان کے غنائی تراجم بھی دُنیا کی دیگر زبانوں میں منظرِ عام پر آئے۔ان تراجم میں مزامیر کا پنجابی زبان میں غنائی ترجمہ جو 1916ء کے بعد اشاعت پذیر ہوا، انتہائی اہم اور قابلِ تذکرہ ہے۔

برِعظیم کے تناظر میں، مزامیر کا پہلا اُردو غنائی ترجمہ 1842ء میں ''زبور اور گیت'' نامی کتاب میں چھپا تھا جو امریکن پریسبیٹرین مشن کی نگرانی میں تیار ہوا تھا۔مزامیر کا دوسرا اُردو غنائی ترجمہ 1859ء میں چھپا۔اس ترجمہ پر کام کا سہرا، جرمن مشنری جولیس ایف المن کو جاتا ہے جب کہ مزامیر کا تیسرا غنائی ترجمہ 1882ء ۔ 1891ء تک تیار ہوا۔یہ تینوں غنائی تراجم مغربی دھنوں اور بحروں پر تیار کیے گئے۔مزامیر کا پنجابی غنائی ترجمہ 1895ء سے 1916ء تک کے زمانہ میں عرصہ بیس سال کی محنت شاقہ

کے بعد منظر عام پر آیا۔ یہ ترجمہ ایک مقامی شخصیت، امام دین شہباز کا کارنامہ تھا۔ آج تک جو پذیرائی اور مقبولیت پنجابی غنائی ترجمہ کو حاصل ہوئی، کسی اور غنائی ترجمہ کے حصہ میں نہیں آئی۔ امام دین شہباز جب اس غنائی ترجمہ پر کام کر رہے تھے تو اسی دوران 1908ء میں وہ اپنی قوت بصارت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ انگلستان کے معروف شاعر جان ملٹن اور امام دین شہباز میں یہ قدر مشترک ہے کہ دونوں شاعری کرتے ہوئے بینائی سے محروم ہوئے۔ اگرچہ وہ اپنی قوت بصارت سے محروم ہو چکے تھے تو بھی انہوں نے بابو صادق نامی ایک مقامی شخص کی معاونت سے 1908ء تا 1921ء پنجابی غنائی ترجمہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔[1] اس سلسلہ میں فرینک پریسلی بیان کرتا ہے:

> "اس کام میں بیسویں صدی کی پہلی دو دہائیاں صرف ہوگئیں۔ اکثر اوقات ایک ہی زبور کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا۔ مثلاً زبور 119 کے بائیس حصے ہیں اور زبور 103 کے چار حصے ہیں۔ مختلف بحروں میں پنجابی زبور کے چار سو سے زیادہ حصے ہیں۔"[2]

یو۔ پی مشن پنجاب نے کم از کم دو مزامیری غنائی تراجم کیے، ایک اُردو میں اور دوسرا پنجابی زبان میں۔ لیکن جو پذیرائی اور مقبولیت پنجابی زبوروں کو حاصل ہوئی، وہ کسی اُردو غنائی ترجمہ کو حاصل نہیں ہوسکی۔ ان تمام غنائی تراجم میں امام دین شہباز شامل تھے اور آپ نے انتہائی بنیادی اور کلیدی کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر ہیرس جے اسٹوارٹ پرنسپل یونائیٹڈ پریسبٹیرین تھیولاجیکل سیمنری (موجودہ تھیولاجیکل سیمنری) اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یو۔ پی۔ مشن نے چرچ مشنری سوسائٹی (سی۔ ایم۔ ایس) سے اجازت لے کر امام دین شہباز کو اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی کیونکہ وہ سی۔ ایم۔ ایس کے ساتھ خدمت کر رہے تھے۔ وہ ایک بہت اچھے شاعر تھے اور یو۔ پی۔ مشن نے اُن سے درخواست کی کہ وہ مزامیر کے غنائی ترجمہ میں مدد کریں۔ خیال تھا کہ وہ مزامیر کا ترجمہ مکمل کر کے سی۔ ایم۔ ایس میں واپس چلے جائیں گے۔

ایک برس تک کام کرتے رہے۔ آپ نے دن رات محنت شاقہ سے پنجابی ترجمہ پر کام کیا۔ 1908ء میں آپ مزامیر کا پنجابی ترجمہ کرتے کرتے بینائی سے محروم ہو گئے۔ مجھے انگلستان کے عظیم شاعر جان ملٹن (1608ء۔ 1974ء) اور امام دین شہباز میں ایک مشترکہ بات یہ نظر آتی ہے کہ دونوں ہی شاعری کرتے کرتے اپنی بصارت سے محروم ہو گئے تھے۔ اس لیے میں بجا طور پر شہباز کو پنجاب کا جان ملٹن کہہ سکتا ہوں۔ اپنی زندگی کے آخری تیرہ برس (1908ء تا 1921ء) میں شہباز بصارت کھو چکے تھے

لیکن اس کے باوجود آپ نے پنجابی غنائی ترجمہ کی تکمیل (1916ء) تک بابو صادق نامی ایک شخص کی مدد سے کام جاری رکھا۔

امام دین شہباز نے بنیادی طور پر پنجابی غنائی ترجمہ اُردو اور انگریزی زبان سے کیا۔ اُنھیں فارسی زبان اور اپنے آبائی پس منظر کی وجہ سے عربی زبان کا استعمال بھی آتا تھا۔ تاہم یہ بات یاد رہے کہ یو۔ پی۔ چرچ پنجاب نے اُس وقت تک پنجابی غنائی ترجمہ کی توثیق نہ کی جب تک سنڈ نے مزامیر کے عبرانی متن کے مطابق اس کا مطالعہ کر لیا۔ یو۔ پی۔ مشن کی سنڈ پنجاب نے اِس ترجمہ کی صحت کی یقین دہانی کے ساتھ اس مجموعہ کو کلیساؤں میں متعارف کروایا۔

پنجابی غنائی ترجمہ سے پہلے اے۔ پی۔ مشن کے دونوں غنائی تراجم (1842ء سے 1859ء) اُردو زبان میں مغربی بحر میں ہوئے اور مغربی دُھنوں پر گائے جاتے تھے۔ یو۔ پی۔ چرچ کا پہلا غنائی ترجمہ (1882ء سے 1891ء) بھی اُردو زبان میں مغربی بحر پر ہوا اور مغربی دُھنوں پر ہی گایا جاتا تھا۔ پنجابی غنائی ترجمہ کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا۔ اس سلسلہ میں بہت سی مقامی اور بدیسی خواتین کا کردار بھی بہت نمایاں رہا۔ ان میں آنسہ ہنریٹا کاوڈن کا نام سرفہرست ہے جو کہ خود بھی ایک ماہر موسیقار اور فن موسیقی کے علم پر دسترس رکھتی تھی۔ کاوڈن نے مزامیر کے غنائی تراجم کے مختلف مراحل کا تذکرہ اپنے چند ایک ذاتی خطوط میں بھی کیا ہے۔ دھنوں کی ترتیب کے مختلف مراحل اور تیاری کے حوالہ سے وضاحت کرتے ہوئے انھوں نے ایک پیشہ ور ہندو گلوکار ''رادھا کشن'' کے کردار کو بھی سراہا ہے ان کے ایک ذاتی خط سے یہ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> ''۔۔۔۔ ایک پیشہ ور ہندو گلوکار مل گیا جس کا نام رادھا کشن تھا، ڈاکٹر امام دین شہباز، جس دھن کو منظور کر لیتے، کشن اس کو لکھ کر میرے پاس لے آتا، وہ اس دھن کو اس وقت تک گاتا رہتا جب تک میرے کان اس دھن سے مانوس نہ ہو جاتے۔ کبھی کبھی تو اسے دس دس بار دھن دہرانا پڑتی، مگر بعض اوقات یہ کام جلد ہی ہو جاتا۔ بعض دفعہ ایک ہی فقرہ یا بند اسے بار بار دہرانا پڑتا۔۔۔۔ اگر رادھا کشن کو یقین ہو جاتا کہ میں وہ خاص دھن درست انداز میں گائی ہے اور اس کو صحت سے لکھا ہے تو پھر اس زبور کو اشاعت کے لیے تیار سمجھا جاتا ہے۔''(3)

مختلف بحروں میں پنجابی زبور کے چار سو سے زیادہ حصے ہیں۔ اس لیے ضرورت تھی کہ دُھنوں کا ایک وسیع ذخیرہ تیار کیا جائے۔ دُھنیں جمع کرنے کے لیے اُن خواتین نے جو خود بھی بہترین موسیقار تھیں، بڑی خوبصورت سوچ بچار کا مظاہرہ کیا۔ یہ خواتین گلی بازار میں، دینی تہواروں پر، شادیوں پر بلکہ جہاں بھی

اُنھیں کچھ لوگ گاتے ہوئے سنائی دیتے وہاں پہنچ جاتیں۔ وہ اُن دُھنوں کو غور سے سن کر لکھ لیتیں۔ (4)

ایسی خواتین جنہوں نے دُھنیں تیار کرنے یا جمع کرنے میں اہم کردار ادا کیا، اُن میں آنسہ ہنریٹا کاوڈن (Henrietta Cowden) کا نام سر فہرست ہے۔ یہ یو۔ پی۔ مشن کی مشنری تھی جو 1905ء میں سیالکوٹ آئیں اور چھیالیس سال خدمت کرنے کے بعد 1951ء میں سبکدوش ہوئیں۔ سیالکوٹ میں آمد کے فوراً بعد اُنھیں امام دین شہباز کے ساتھ پنجابی ترجمہ کے کام اور بالخصوص دُھنیں تیار کرنے کے لیے مشن نے وقف کر دیا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ خود بھی ایک ماہر موسیقار تھیں۔

ڈاکٹر ہیرس جے اسٹورٹ اپنی ایک رپورٹ میں اس کام کو تکمیل دینے میں ممد و معاون خواتین کا کردار بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "یہ آنسہ میری آر مارٹن تھیں جو ایک ناگزیر مشنری مددگار ثابت ہوئیں وہ ان مشرقی دھنوں کو مغربی انداز میں موسیقی کی ترقیم میں منتقل کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ اپنی بہن جوزفین مارٹن کی مدد سے اس نے ان مزامیر کی اشاعت کو یقینی بنایا جو رومن حروف میں چھپے۔ ابھی تک صرف یہی مزامیر موسیقی کی ترقیم کے ساتھ چھپے تھے۔ مشن کے سالانہ اجلاس کی کارروائی میں اندراج ہے کہ رومن پنجابی میں زبور کا یہ یادگار کام اکتوبر 1918ء میں مکمل ہوگیا۔"(5)

آنسہ میری آر مارٹن اپنے ایک ذاتی خط میں اس کام کی تکمیل کے کٹھن مرحلوں کو بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

> "کبھی کبھی تو اُسے دس دس بار دُھن دہرانا پڑتی مگر بعض اوقات تو جلد ہی ہو جاتا۔ بعض دفعہ ایک ہی فقرہ یا بند اُسے بار بار دہرانا پڑتا۔ اس انداز میں مَیں اس دُھن کو سنتی، میں اُسے لکھ لیتی تھی۔ پھر میں اسے گا کر سناتی تھی۔ اگر رادھا کشن کو یقین ہو جاتا کہ مَیں نے وہ خاص دُھن درست انداز میں گائی ہے اور اُس کو صحت سے لکھا ہے تو پھر اُس زبور کو اشاعت کے لیے تیار سمجھا جاتا تھا۔"(6)

ڈاکٹر ہیرس جے اسٹوارٹ پرنسپل یونائیٹڈ پریسبٹیرین تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ (موجودہ گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ) اپنی ایک رپورٹ میں جو ہند و پاک میں یو۔ پی۔ مشن کے صد سالہ جشن کے موقع پر پیش ہوئی، چند مزید خواتین کے کردار کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "یہ آنسہ میری آر مارٹن تھیں جو ایک ناگزیر مشنری مددگار ثابت ہوئیں۔ وہ ان مشرقی دُھنوں کو مغربی انداز میں موسیقی کی ترقیم میں منتقل کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔

اپنی بہن جوزفین مارٹن کی مدد سے اُس نے ان مزامیر کی اشاعت کو یقینی بنایا جو رومن حروف میں چھپے۔''(7)

راقم الحروف کو پنجابی مزامیر کے 1908ء میں چھپنے والے پہلے ایڈیشن تک رسائی حاصل ہے جو بہت جلد بک گیا تھا۔ اسے دو ہزار کی تعداد میں بنارس کے میڈیکل مال پریس نے چھاپا تھا۔ یہ رومن پنجابی میں ہے اور دُھنوں کی ترقیم کے ساتھ چھپا ہے۔ اس ایڈیشن کا دیباچہ رومن پنجابی میں ہے۔ اس کے ساتھ انگریزی زبان میں مزامیر کی دُھنوں کے بارے میں تعارف بھی ہے۔ اس ایڈیشن کا دیباچہ پنجابی زبور کے مروجہ ایڈیشن کے دیباچہ سے قدرے مختلف ہے جو 1925ء کی تاریخ کے ساتھ فارسی رسم الخط پنجابی میں لکھا گیا ہے۔ قارئین کی دلچسپی اور موازنہ کی خاطر 1908ء کے ایڈیشن کا دیباچہ فارسی رسم الخط میں منتقل کر کے ذیل میں درج کیا گیا ہے۔

زبود دی کتاب ساریاں نالوں چنگی اے جیہڑ یاں خدا دی وڈیائی لئی اجے تیکر لکھیاں گئیاں نیں۔ ایہو تعریف دی الہامی کتاب اے۔ صرف ایہو تعریف کرن دے لئی خدا ولوں مقرر کیتی ہوئی کتاب اے۔ صرف ایہو ساریاں زمانیاں، مُلکاں، نسلاں، زباناں تے حالتاں دیاں لوکاں لئی ٹھیک اے۔ صرف ایہو جواناں تے بڈھیاں، دولت منداں تے غریباں، عالماں تے جاہلاں، بیماراں تے چنگیاں بھلیاں، خوشی نال بھریاں ہوئیاں تے افسوس کرن والیاں، کمزوراں تے زور والیاں، اتے جیوندیاں تے مرن والیاں نوں اِکو جہی سجدی اے۔(8)

اس سے پیشتر منتخب مزامیر کا ایک مجموعہ 1908ء میں اشاعت پذیر ہوا یہ مجموعہ بنارس کے میڈیکل ہال پریس نے 2000 کی تعداد میں شائع کیا۔ اس ایڈیشن کا دیباچہ رومن پنجابی میں ہے اس ایڈیشن کا دیباچہ بعد میں شائع ہونے والے مزامیر کے مروجہ ایڈیشن کے دیباچہ سے قدرے مختلف ہے۔ 1908ء اور 1925ء میں چھپنے والے ان مجموعوں کے دیباچوں سے یہ اقتباس موازنہ کی غرض سے پیش کیا گیا ہے:

''ایہہ پنجابی نظم وچ زبور دی کتاب، آئی ڈی شہباز صاحب پاسبان، سیالکوٹ دے جتن نال تیار کیتی گئی، تاں پنی شامل مغربی ہندوستان دے عام خاص لوکاں نوں ایہدے نال محبت ہووے۔''

''زبور دی کتاب دا ایہہ ترجمہ پنجابی نظم وچ قریب چوی پنجی ورہے ہووے ہیں کہ جو آئی ڈی شہباز نے یو پی سٹڈ پنجاب سے واسطے تیار کیتا۔''(9)

موجودہ مروجہ غنائی تراجم ایک صدی سے زائد عرصہ سے حمد باری تعالیٰ کے طور پر گائے جاتے ہیں۔ دراصل 1925ء کے ایڈیشن کو ہی گزشتہ کئی دہائیوں سے بغیر کسی ردو بدل کے استعمال کیا جا رہا ہے جو کہ اس خطہ پر پنجابی زبان کے اپنے گہرے اور ان مٹ نقوش کی غمازی کرتا ہے۔

☆☆

References:

* Assistant Professor, Urdu, Lahore College for Women, Lahore

** Ph. D. Scholar, Department of Urdu, Oriental College, Punjab University, Lahore

*** Assistant Professor, Department of Urdu, FC College, Lahore

1- Aslam Ziai, Dr.- Alamat ke Sir (M.I.K, 2006)59.

2- Frank, Y. Pressly, The Punjabi Zaboor Its Composition, Use and Influence, (Colombia University, 1957)26.

3- As Above, 27

4- From a Paper given by Dr. Harris J. Stawart at the Time of the Centennial Celebration of the United Press by Terian Mission, p. 4

5- Frank, Y. Pressly, The Punjabi Zaboor Its Composition, Use and Influence, 28

6- Aslam Ziai, Dr.- Alamat ke Sir, 53.

7- As Above, 55.

8- Zaboor Punjabi Nazm by Desi Ragaa'n Vich, (Lahore: Nou Lakha Publication, 13 Old FCC, Ferozpur Road)3.

9- As Above, 4-5